نظرات

بچپن میں بڑی بوڑھیوں کی زبان سے سُنا کرتے تھے: جو مِل رہا ہے غنیمت ہے، شکر کرو ورنہ کل کو یہ بھی نہ ملے گا تو کیا کریں گے۔ آج کی نسل کو ہم یہ کس طرح باور کرائیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ دال روٹی غریب سے غریب شخص کے لئے بآسانی فراہم تھی۔ لیکن آج یہ روٹی غریب تو کیا اچھے سے اچھے متوسط طبقہ کے لئے بھی فراہم کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مہنگائی اس قدر ہو گئی ہے کہ ضروریاتِ زندگی کے لئے اشیائے خورد و نوش فراہم کرنا ایک عام شخص کے لئے جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ ہر چیز کی قیمت آسمان کو چھو رہی ہے۔ جو دالیں کوڑیوں، و پیسوں میں خریدی جاتی تھیں آج وہ ہی دالیں روپے سے خریدنے پر بھی تھیلوں میں رکھ کر گھر لائی جا سکتی ہیں۔ کیسا دور آیا ہے جہاں افراطِ زر کا تو بول بالا ہے مگر ضروریاتِ زندگی کا فقدان ہے۔ آج دالوں کی قیمتیں سَو دو سَو گنا بڑھی ہوئی ہیں اور دیگر چیزوں کی قیمتوں اور بھاؤ کا تو پوچھنا ہی کیا!

آج مہنگائی کا عالم یہ ہے کہ لوگ تھیلوں میں روپے لیکر بازار جائیں گے اور سودا سلف لے کر تھیلیوں میں گھر واپس آئیں گے۔ اگر اسی طرح مہنگائی کا دور چلتا رہا تو ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے جب لوگ بوروں میں روپے بھر کر بازار سودا لینے جائیں گے اور پڑیوں میں سودا لیکر گھر واپس آئیں گے۔

آج لوگوں کے پاس ڈھیر سارا روپیہ ہے مال و اسباب بے شمار ہے لیکن برکت ختم ہو گئی ہے۔ اور جہاں برکت نہیں وہاں قارون کا خزانہ بھی کوئی معنی و وقعت نہیں رکھتا۔ اور اب مہنگائی روکنے کا بس حکومت میں بھی نہیں ہے۔ جہاں برکت نہیں وہاں حکومت کیا کر سکتی ہے۔ قانونِ قدرت کے عمل کے آگے حکومتوں کا بس کہاں چلتا ہے۔

ہم نے برہان کے گذشتہ کسی شمارے میں لکھا تھا کہ سیاست کا معیار اب اس قدر گر چکا ہے کہ